بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہ ذی الحجہ کے فضائل اور شرعی مسائل واحکام

ماہ ذی الحجہ اسلامی سال کا بارہواں اور آخری قمری مہینہ ہے۔

ذی الحجہ کے نام کی لغوی تحقیق:

اس مہینے کو عربی میں "ذوالحجہ" یا "ذی الحجہ" کہا جاتا ہے۔ذی الحجہ یہ دو لفظوں کا مجموعہ ہے، جس کے معنی "قمری سال کے آخری مہینہ" اور "حج کے مہینہ" کے آتے ہیں۔

فائدہ: "الحجہ" کو حاء کے زیر اور زبر دونوں کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے۔(۱)

ذی الحجہ کو ذی الحجہ کہنے کی وجہ:

پہلی وجہ: الحجہ کے معنی "حج کرنا" چونکہ اس مہینے میں فریضہ حج ادا کیا جاتا ہے، اس لیے اسے ذی الحجہ کہا گیا ہے۔

دوسری وجہ: "الحجہ" کے معنی "سال" کے بھی آتے ہیں، چونکہ اس ماہ کے اختتام پر ایک ہجری سال مکمل ہوتا ہے، اس لیے اسے ذی الحجہ کہا گیا ہے۔(۲)

فضائل ذی الحجہ :

1۔ذی الحجہ چار عظمت والے مہینوں میں سے ہے :

ذی الحجہ کا مہینہ ان چار مہینوں میں سے ہے، جن کو اللہ تعالی نے "اشہُر حرُم "یعنی حرمت والے مہینے قرار دیا ہے۔

سورۃ توبہ میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ۔۔الآیۃ(سورۃ التوبہ،36)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہے۔جو اللہ کی کتاب (یعنی لوح محفوظ) کے مطابق اس دن سے نافذ چلی آتی ہے، جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ان (بارہ مہینوں) میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔

ان مہینوں کو اشہُر حرُم کہنے کی وجہ :

ان مہینوں کو حرمت والا مہینہ دو معنی کے اعتبار سے کہا گیا ہے۔ایک اس لیے کہ ان میں قتل و قتال حرام ہے، دوسرے اس لیے کہ یہ مہینے متبرک اور واجب الاحترام ہیں، ان میں عبادات کا ثواب زیادہ ملتا ہے، البتہ ان میں سے پہلا حکم تو شریعتِ اسلام میں منسوخ ہو گیا، جبکہ دوسرا حکم ادب واحترام اور عبادت گزاری کے متعلق اب بھی باقی ہے۔(۳)

2۔"ماہ ذی الحجہ "حج جیسی عظیم عبادت کا مہینہ ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلْحَجُّ اَشْہُرٌ مَعْلُوْمٰتٍ۔(سورۃ البقرۃ،197)

ترجمہ: حج کے مہینے طے شدہ اور معلوم ہیں۔ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اشہرِ حج تین ہیں، جن میں سے پہلا شوال اور دوسرا ذیقعدہ اور تیسرا ذی الحجہ کے دس دن ہیں۔(۴)

اسی طرح قرآن شریف کی آیت{**وَیَذْکُرُوْا اسْمَ اللّٰہِ فِیْ اَیَّامٍ مَعْلُوْمَاتٍ**}میں"**ایام معلومات**"سے مراد ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔(۵)

ماہِ ذی الحجہ کی اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو گی کہ وہ عبادتیں جو سال بھر کے دوسرے دنوں میں انجام نہیں دی جاسکتیں، ان کی انجام دہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسی زمانے کو منتخب فرمایا ہے۔ مثلاً حج ایک ایسی عبادت ہے، جو اِن ایام کے علاوہ دوسرے ایام میں انجام نہیں دی جاسکتی۔ دوسری عبادتوں کا یہ حال ہے کہ انسان فرائض کے علاوہ جب چاہے نفلی عبادت کرسکتا ہے۔ مثلاً نماز پانچ وقت کی فرض ہے، لیکن ان کے علاوہ جب چاہے نفلی نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ رمضان میں روزہ فرض ہے؛ لیکن نفلی روزہ جب چاہیں رکھیں۔ زکوٰۃ سال میں ایک مرتبہ فرض ہے؛ لیکن نفلی صدقہ جب چاہے ادا کردیں۔ ان سے ہٹ کر دو عبادتیں ایسی ہیں کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے وقت مقرر فرمادیا ہے، ان اوقات کے علاوہ دوسرے اوقات میں اگر ان عبادتوں کو کیا جائے گا، تو وہ عبادت ہی نہیں شمار ہو گی۔ ان میں سے ایک عبادت حج ہے، حج کے ارکان مثلاً عرفات میں جاکر ٹھہرنا، مزدلفہ میں رات گزارنا، جمرات کی رمی کرنا وغیرہ یہ وہ اعمال ہیں کہ اگر انہی ایام میں انجام دیے جائیں، تو عبادت ہے اور ان کے علاوہ دوسرے دنوں میں اگر

کوئی شخص عرفات میں دس دن ٹھہرے تو یہ کوئی عبادت نہیں، سال کے بارہ مہینے منٰی میں کھڑے رہنا کوئی عبادت نہیں، اسی طرح سال کے دوسرے ایام میں کوئی شخص جاکر جمرات پر کنکریاں مارے تو یہ کوئی عبادت نہیں، تو حج جیسی اہم عبادت کے لیے اللہ تعالی نے ان ہی ایام کو مقرر فرمادیا کہ اگر بیت اللہ کا حج ان ہی ایام میں انجام دوگے، تو عبادت ہوگی، اوراس پر ثواب ملے گا۔

دوسری عبادت قربانی ہے، قربانی کے لیے اللہ تعالی نے ذی الحجہ کے تین دن یعنی دس، گیارہ اور بارہ تاریخ مقرر فرما دیئے ہیں، ان ایام کے علاوہ اگر کوئی شخص قربانی کی عبادت کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا، البتہ اگر کوئی شخص صدقہ کرنا چاہے، تو بکرا ذبح کرکے اس کا گوشت صدقہ کرسکتا ہے، لیکن یہ قربانی کی عبادت ان تین دنوں کے سوا کسی اور دن میں انجام نہیں پاسکتی، لہذا اللہ تعالی نے اس زمانے کو یہ امتیاز بخشا ہے، اسی وجہ سے علماء کرام نے لکھا ہے کہ رمضان المبارک کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے ایام عشرہ ذی الحجہ کے ایام ہیں، ان میں عبادتوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے، اور اللہ تعالی ان ایام میں اپنی خصوصی رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔(اصلاحی خطبات، ج:2، ص:142)

3۔ تکمیل دین کی بشارت کا مہینہ:

ذی الحجہ وہ عظیم الشان مہینہ ہے، جس میں اللہ تعالی نے قرآن کریم کی وہ آیت نازل فرمائی، جس میں تکمیل دین کی نعمت کا اعلان کیا گیا ہے۔اور بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق یہ آیت ذی الحجہ کے مہینے میں عرفہ کے دن نازل ہوئی ہے۔(٦)

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔(سورۃ المائدۃ:3)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لیے) پسند کر لیا۔

4۔ذی الحجہ میں مسلمانوں کو عید کی مسرت اور خوشی کا حاصل ہونا:

ذی الحجہ کا مہینہ وہ مسرت اور خوشی کا مہینہ ہے، جس کی دس تاریخ کو تمام مسلمان عیدِ قربان مناتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے (تو دیکھا کہ) اہل مدینہ کے لیے (سال میں) دو دن ہیں، جن میں وہ کھیلتے کودتے ہیں، تو آپ نے پوچھا: ''یہ دو دن کیسے ہیں؟'' تو ان لوگوں نے کہا: جاہلیت میں ہم ان دو دِنوں میں کھیلتے کودتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے تمہیں ان دو دِنوں کے عوض ان سے بہتر دو دن عطا فرما دیئے ہیں: ایک عید الاضحی کا دن اور دوسرا عید الفطر کا دن''۔(۷)

5۔ذی الحجہ کے پہلے عشرے کی فضیلت:

ماہِ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ قرآن وحدیث کے مطابق سال کے تمام دنوں میں افضل ترین عشرہ ہے، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے اس کی عظمت واہمیت کو بیان فرمایا: وَ الْفَجْرِ وَ لَیَالٍ عَشْرٍ ۔ وَالشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ ۔(سورۃ الفجر: 3،2،1)

ترجمہ: قسم ہے فجر کے وقت کی، اور دس راتوں کی، اور جفت کی اور طاق کی۔ اکثر مفسرین کے نزدیک ان دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کے شروع کے دس دن ہیں اور علامہ ابن جریر طبری اور ابن رجب حنبلی نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔(۸)

بعض احادیث سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے اور طاق سے مراد یوم عرفہ ہے اور جفت سے مراد عید

الاضحی کا دن ہے۔(۹)

ایک حدیث میں ہے کہ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن دنیا کے تمام دنوں میں سب سے افضل ہیں۔(۱۰)

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت کا سبب:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام دلائل سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ کہ عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت اور خصوصیت کی وجہ صرف یہ ہے کہ تمام بڑی اور اصل عبادتیں اس کے اندر یکجا ہیں۔ جیسے نماز، روزہ، صدقہ وخیرات (قربانی) اور حج، جبکہ کسی بھی موقع پر یہ ساری عبادتیں اکھٹی نہیں ہوتیں۔(۱۱)

عشرہ ذی الحجہ افضل ہے یا رمضان المبارک کا آخری عشرہ؟

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ذی الحجہ کے دس دن افضل ہیں یا رمضان المبارک کے آخری دس دن؟ تو آپ نے جواب دیا: ذی الحجہ کے دس دن رمضان المبارک کے آخری دس دنوں سے افضل ہیں اور رمضان کے آخری عشرے کی راتیں عشرہ ذی الحجہ کی راتوں سے افضل ہیں۔(۱۲)

6۔ عشرہ ذی الحجہ میں نیک اعمال کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ جس میں نیک عمل اللہ تعالی کے یہاں ان (ذی الحجہ کے) دس دنوں کے نیک عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر ہے، مگر وہ شخص جو جان اور مال لے کر اللہ کے راستے میں نکلے، پھر ان میں سے کوئی چیز بھی واپس لے کر نہ آئے، یعنی سب اللہ کے راستے میں قربان کردے، اور

شہید ہو جائے، یہ ان دنوں کے نیک عمل سے بھی بڑھ کر ہے۔(۱۳)

7۔ عشرہ ذی الحجہ میں چار کلمات کی تسبیح:

قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عشرہ ذی الحجہ میں تسبیح و تہلیل اور ذکر کثرت سے کرنا چاہیے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے فرمایا: وَيَذْكُرُوْا اسْمَ اللهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ۔(سورۃ الحج:28)

ترجمہ: اور چند مقررہ دنوں میں اللہ کا نام لیں۔ ان مقررہ دنوں سے مراد ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں.(۱۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: کوئی دن بھی اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ عظیم اور پسندیدہ نہیں ہے، جن میں کوئی عمل کیا جائے، ذی الحجہ کے ان دس دنوں کے مقابلے میں، تم ان دس دنوں میں تہلیل، تکبیر اور تحمید کی کثرت کیا کرو۔

ایک روایت میں فرمایا کہ تم ان دس دنوں میں تسبیح، تکبیر اور تہلیل کی کثرت کیا کرو۔(۱۵)

واضح رہے کہ جتنے بھی ایسے کلمات ہیں، جن کے ذریعہ اللہ تعالی کی حمد و ثنا کی جاتی ہے، ان سب کے سردار یہ چار کلمات ہیں: (۱) سبحان اللہ (۲) الحمدللہ (۳) اللہ اکبر (٤) لا إله الا الله.

8۔ عشرہ ذی الحجہ کے روزوں کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ذی الحجہ کے (ابتدائی) دس دنوں سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں جس کی عبادت اللہ کو زیادہ محبوب ہو، ان ایام میں سے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ان کی ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔(۱۶)

نویں ذی الحجہ یعنی عرفہ کے روزے کی فضیلت:

عرفہ کے دن کے روزے کی خاص فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرفہ (یعنی نویں ذی الحجہ) کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ (کے صغیرہ گناہوں) کا کفارہ کر دیتا ہے۔(۱۷)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عرفہ (نو ذی الحجہ) کا روزہ رکھا، تو اس کے لگاتار دو سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔(۱۸)

واضح رہے کہ ان احادیث مبارکہ میں عرفہ کے روزے کی وجہ سے گناہوں کی معافی سے مراد صغیرہ گناہوں کی معافی ہے، جبکہ کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ شرط ہے۔(۱۹)

ماہ ذی الحجہ کے خاص شرعی احکام ومسائل:

بال اور ناخن نہ کاٹنا:

ماہِ ذی الحجہ کا چاند نظر آتے ہی سب سے پہلا حکم بال اور ناخن کے نہ کاٹنے کا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو، تو وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رک جائے۔(۲۰)

اس حدیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہائے کرام نے فرمایا کہ قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک اپنے ناخن اور سر، بغل اور زیر ناف بال نہ کاٹے۔(۲۱)

واضح رہے کہ یہ (عمل) مستحب ہے واجب نہیں۔ "مستحب" کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ کام کر لیا جائے تو ثواب ہے اور نہ کیا جائے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ لہذا اگر کوئی اس پر عمل نہ کرے تو اس کو ملامت اور طعن و تشنیع نہیں کرنی چاہیے۔

ایام تشریق کے روزوں کی ممانعت:

دس، گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ ایامِ تشریق کہلاتے ہیں، اس میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، اور ایک عید الفطر کا دن ہے، تو یہ سال میں کل پانچ دن ہو گئے، جس میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔(۲۲)

اور اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایام اللہ تعالی کی طرف سے کھانے، پینے اور مہمان نوازی کے ایام ہیں۔(۲۳)

تکبیرات تشریق پڑھنے کا حکم:

ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں تکبیر و تہلیل اور تسبیح کا ورد رکھنے کی تلقین فرمائی گئی ہے، اور بطور خاص ایام تشریق میں تکبیراتِ تشریق کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

مسئلہ: نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک (کل تیئس نمازوں میں) مرد و عورت، مسافر و مقیم، شہری و دیہاتی، باجماعت نماز پڑھنے والے اور تنہا نماز پڑھنے والے سب پر ہر فرض نماز کے ایک مرتبہ تکبیرات تشریق پڑھنا واجب ہے،(۲۴)

البتہ مرد بلند آواز سے اور عورتیں آہستہ آواز پڑھیں گی۔(۲۵)

تکبیرات تشریق کے الفاظ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن یعنی تیرہ ذی الحجہ کی نماز عصر تک ان الفاظ کے ساتھ تکبیر کہتے تھے۔" **اَللّٰہُ أَكْبَرُ ، اَللّٰہُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ ، وَاللّٰہُ أَكْبَرُ، اَللّٰہُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ** "(۲۶)

واضح رہے کہ روایات میں تکبیرات تشریق کے مختلف الفاظ وارد ہوئے ہیں، لیکن حضرت عمر، حضرت علی اور

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی الفاظ زیادہ جامع ہونے کے ساتھ امت میں مشہور و متعارف بھی ہیں، اس لیے فقہائے احناف نے اسی کو اختیار کیا ہے۔(۲۷)

فریضہ حج:

اس ماہ میں اسلام کا ایک بنیادی اور عظیم رکن حج ادا کیا جاتا ہے، جس کے افعال اس ماہ کی آٹھ تاریخ سے تیرہ تاریخ کے درمیان ادا کیے جاتے ہیں۔ قربانی کا وجوب اس ماہ کا عظیم، عاشقانہ، والہانہ اور بے حد فضیلت والا حکم قربانی ہے، جس کے لیے اللہ تعالی نے اس ماہ کے تین دن (دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ) مقرر فرمائے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قربانی کے دن اللہ کے نزدیک آدمی کا سب سے محبوب عمل خون بہانا ہے، قیامت کے دن قربانی کے جانور اپنی سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئیں گے، قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے قبولیت کا درجہ حاصل کرلیتا ہے، اس لیے خوش دلی کے ساتھ قربانی کرو"۔(۲۸)

دلائل

(۱) الحجة بكسر الحاء قلت وفتحها سمي بذلك لإقامتهم الحج فيه، ويجمع على ذوات الحجة.

(تفسير ابن كثير، ج:٤، ص:١٢٩، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) حجہ بالکسر و تشدید جیم بمعنے یکبارج کردن و قیاس آنست کہ بالفتح باشد نہ بکسر چراکہ وزن فعلہ بالفتح برائے مرۃ آید و فعلۃ بالکسر برائے حالت و نوع آید پس چون درین ماہ یک بار حج کردہ میشود لہذا ذی الحجہ گویند یا آنکہ حج بالخسر و تشدید جیم بمعنے سال ہم آمدہ است چوں ایں ماہ منتہائے سال باشد و سال برین کامل میگردد گویا کہ این ماہ صاحب سال بہیمین ذی الحجہ میگفتہ باشند.

(غیاث اللغات، ص:239،ط: نظامی کانپور)

(۳) معارف القرآن، ج: ٤، ص:٣٧٢ ط:ادارۃ المعارف)

(٤) وجمهور العلماء على أن هذاوأَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِأَشْهُرِ الْحَجِّ ثَلَاثَةٌ أَوَّلُهَا شَوَّالٌ

((فتح الباری، ج: ٣،ص: ٤٢٠ ،ط:دار المعرفة)

(٥) الأيام المعلومات هي عشر ذي الحجة منهم ابن عمر وابن عباس والحسن وعطاء ومجاهد وعكرمة وقتادة والنخعي وهو قول أبي حنيفة والشافعي وأحمد في المشهور عنه.

(لطائف المعارف لابن رجب، ص: ٤٧١، ط: دارابن كثير، بيروت)

(٦)عن طارق بن شهاب، قالت اليهود لعمر: إنكم تقرءون آية لو نزلت فينا لاتخذناها عيدا، فقال عمر:" إني لاعلم حيث انزلت، واين انزلت، واين رسول الله صلى الله عليه وسلم حين انزلت يوم عرفة، وإنا والله بعرفة"، قال سفيان:" واشك كان يوم الجمعة

ام لا، اليوم اكملت لكم دينكم سورة المائدة آية ٣.
(بخاری حدیث نمبر:٤٦٠٦)

(٧) عن انس، قال: قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة ولهم يومان يلعبون فيهما، فقال:" ما هذان اليومان ؟" قالوا: كنا نلعب فيهما في الجاهلية، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" إن الله قد ابدلكم بهما خيرا منهما: يوم الاضحى، ويوم الفطر".
(سنن ابی داود، حدیث نمبر: ١١٣٤)

(٨) والصواب من القول في ذلك عندنا: أنها عشر الأضحى، لإجماع الحجة من أهل التأويل عليه.
(تفسير طبری، ج: ٢٤، ص: ٣٤٨، ط: دار هجر)
أما الليالي العشر فهي عشر ذي الحجة هذا الصحيح الذي عليه جمهور المفسرين من السلف وغيرهم، و هو الصحيح عن ابن عباس"
(لطائف المعارف للابن رجب، ص: ٤٧٠، ط: دار ابن كثير)

(٩)عن جابر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: والفجر وليال عشر، قال:"العشر عشر الأضحى، والوتر يوم عرفة، والشفع يوم النحر.
(شعب الايمان للبيهقي، ج: ٥، ص: ٣٠٤، ط: مكتبة الرشد)

(١٠)وعن جابر أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - قال: " «أفضل أيام الدنيا أيام العشر " - يعني عشر ذي الحجة - قيل: ولا مثلهن في سبيل الله ؟ قال: " ولا مثلهن

في سبيل الله إلا رجل عفر وجهه في التراب ". وذكر يوم عرفة فقال: " يوم مباهاة» " فذكر الحديث. وقد تقدم بطوله رواه البزار، وإسناده حسن، ورجاله ثقات.
(مجمع الزوائد و منبع الفوائد للهيثمى، ج:٤، ص:١٧، ط:مكتبة القدسي)

(١١)والذي يظهر أن السبب في امتياز عشر ذي الحجة لمكان اجتماع أمهات العبادة فيه وهي الصلاة والصيام والصدقة والحج ولا يتأتى ذلك في غيره"
(فتح الباري لابن الحجر، ج:٢،ص: ٢٦٠، ط: دارالمعرفة)

(١٢)وسئل: (*)عن عشر ذي الحجة والعشر الأواخر من رمضان. أيهما أفضل ؟فأجاب:أيام عشر ذي الحجة أفضل من أيام العشر من رمضان والليالي العشر الأواخر من رمضان أفضل من ليالي عشر ذي الحجة.
(مجموع الفتاوى لابن تيمية، ج:٢٥،ص:٢٨٧،ط:مجمع الملك فهد، كذا في الشامية:ج٢،ص: ٥١٠٠،ط: دار الفكر بيروت)

(١٣)عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " ما من ايام العمل الصالح فيهن احب إلى الله من هذه الايام العشر " فقالوا: يا رسول الله ولا الجهاد في سبيل الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " ولا الجهاد في سبيل الله إلا رجل خرج بنفسه وماله فلم يرجع من ذلك بشيء۔
(سنن الترمذی، حديث نمبر:٧٥٧)

(١٤)الأيام المعلومات هي عشر ذي الحجة.
(لطائف المعارف لابن رجب، ص: ٤٧١، ط: دارابن كثير، بيروت)

(١٥)عن عبد الله بن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ما من أيام أحب إلى الله فيهن العمل من هذه الأيام أيام العشر، فأكثروا فيهن التكبير والتهليل والتحميد»
(مصنف ابن أبي شيبة،ج:٣،ص: ٢٥٠،ط:مكتبة الرشد)
عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: " ما من أيام أعظم عند الله، ولا أحب إليه من العمل فيهن من هذه الأيام العشر،فأكثروا فيهن من التهليل، والتكبير، والتحميد "
(مسند احمد، ج:٩،ص: ٣٢٤، حديث نمبر :٥٤٤٦، ط: الرسالة)

(١٦)عن ابي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: " ما من ايام احب إلى الله ان يتعبد له فيها من عشر ذي الحجة، يعدل صيام كل يوم منها بصيام سنة، وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر
(سنن الترمذى، حديث نمبر:٧٥٨)

(١٧)عن ابي قتادة الانصاري رضي الله عنه،رسول الله صلى الله عليه وسلم: سئل عن صومه، قال: " فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم "، فقال عمر رضي الله عنه:رضينا بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد رسولا وببيعتنا بيعة، قال: فسئل عن صيام الدهر، فقال: " لا صام ولا افطر، او ما صام وما افطر "، قال: فسئل عن صوم يومين وإفطار يوم، قال: " ومن يطيق ذلك "، قال: وسئل عن صوم يوم وإفطار يومين، قال: " ليت ان الله قوانا لذلك "، قال: وسئل عن صوم يوم وإفطار يوم، قال: " ذاك صوم اخي داود عليه السلام "، قال: وسئل عن صوم يوم الاثنين، قال: " ذاك يوم ولدت فيه، ويوم بعثت او انزل علي فيه "، قال: فقال: " صوم ثلاثة من كل شهر، ورمضان إلى رمضان صوم الدهر "، قال: وسئل عن صوم يوم عرفة، فقال: "

يكفر السنة الماضية والباقية "، قال: وسئل عن صوم يوم عاشوراء، فقال: " يكفر السنة الماضية "
(صحيح مسلم، حديث نمبر:٢٧٤٧)

(١٨)عن سهل بن سعد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من صام يوم عرفة غفر له ذنب سنتين متتابعتين»
(المعجم الكبير للطبراني، ج:٦،ص: ١٧٩، ط: مكتبة ابن تيمية)

(١٩)(من صام يوم عرفة غفر الله له سنتين سنة أمامه وسنة خلفه)
وفي رواية لمسلم يكفر السنة التي قبله أي التي هو فيها والسنة التي بعده أي التي بعدها أي الذنوب الصادرة في العامين.
قال النووي: والمراد غير الكبائر۔
وقال البلقيني: الناس أقسام: منهم من لا صغائر له ولا كبائر فصوم عرفة له رفع درجات ومن له صغائر فقط بلا إصرار فهو مكفر له باجتناب الكبائر ومن له صغائر مع الإصرار فهي التي تكفر بالعمل الصالح كصلاة وصوم ومن له كبائر وصغائر فالمكفر له بالعمل الصالح الصغائر فقط ومن له كبائر فقط يكفر عنه بقدر ما كان يكفر من الصغائر۔
(فيض القدير للمناوى، ج:٦، ص:١٦٢،ط:المكتبة التجارية الكبرى)

(٢٠)عن ام سلمة ، ان النبي صلى الله عليه وسلم، قال: " إذا رايتم هلال ذي الحجة واراد احدكم ان يضحي، فليمسك عن شعره واظفاره۔
(صحيح مسلم، حديث نمبر: ٥١١٩، جامع الترمذي، حديث نمبر:١٥٢٣،سنن أبي داود، حديث نمبر:٢٧٩١، سنن ابن ماجه، حديث نمبر:٣١٥٠،سنن النسائى الصغرى، حديث نمبر:٤٣٦٦)

(٢١)ومما ورد في صحيح مسلم قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - «إذا دخل المعشر وأراد بعضكم أن يضحي فلا يأخذن شعرا ولا يقلمن ظفرا» فهذا محمول على المندب دون الموجوب بالإجماع.
(الشامية: ج:٢، ص:١٨١،ط:دار الفكر بيروت)

(٢٢) ذهب الجمهور إلى تحريم صوم الأيام التالية: صوم يوم عيد الفطر، ويوم عيد الأضحى، وأيام التشريق، وهي ثلاثة أيام بعد يوم النحر.
(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج:٢٨، ص: ١٧، ط:وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية ،كويت)
والثاني" الذي كره تحريما "صوم العيدين" الفطر والنحر للإعراض عن ضيافة الله ومخالفة الأمر "و" منه صوم "أيام التشريق" لورود النهي عن صيامها وهذا التقسيم ذكره المحقق الكمال بن الهمام رحمه الله وقد صرح بحرمة صوم العيدين وأيام التشريق في البرهان.
(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ص:٦٤٠،ط: دار الكتب العلمية بيروت)

(٢٣)صوم عيد الفطر والأضحى وأيام التشريق بعده: مكروه تحريما عن الحنفية، حرام لا يصح عند باقي الأئمة ، سواء أكان الصوم فرضا أم نفلا، ويكون عاصيا إن قصد صيامها، ولا يجزئه عن الفرض لما روى أبو هريرة: «أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن صيام يومين: يوم فطر، ويوم أضحى»
والنهي عند غير الحنفية يقتضي فساد المنهي عنه وتحريمه. وروى مسلم في صحيحه عن النبي صلى الله عليه وسلم: «أيام منى أيام أكل وشرب وذكر الله تعالى».
وقصر المالكية تحريم صوم التشريق على يومين بعد الأضحى،
وقال الجمهور: ثلاثة أيام بعده، وأما صوم اليوم الرابع عند المالكية فمكروه فقط.

(الفقه الإسلامي و أدلته، ج:٣ص:١٦٣٤،ط: مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، کذا فی مجمع الانهر، ج:١، ص: ٢٣٢، ط: داراحیاءالتراث العربی)

(٢٤) وأما عندهما فهو واجب على كل من يصلي المكتوبة؛ لأنه تبع لها فيجب على المسافر والمرأة والقروي قال في السراج الوهاج والجوهرة والمفتوى على قولهما في هذا أيضا فالحاصل أن المفتوى على قولهما في آخر وقته وفي من يجب عليه.
(البحر الرائق، ج:٢،ص:١٧٩،ط:دارالكتاب الاسلامی)

(٢٥)أوله (من فجر عرفة) وآخره (إلى عصر العيد) بإدخال الغاية فهي ثمان صلوات ووجوبه (على إمام مقيم) بمصر (و) على مقتد (مسافر أو قروي أو امرأة) بالمتبعية لكن المرأة تخافت ويجب على مقيم اقتدى بمسافر (وقالا بوجوبهفور كل فرض مطلقا) ولو منفردا أو مسافرا أو امرأة لأنه تبع للمكتوبة (إلى) عصر اليوم الخامس (آخر أيام التشريق وعليه الاعتماد) والعمل والفتوى في عامة الأمصار وكافة الأعصار.
(الدرالمختار، ج:٢،ص: ١٨٠، ط: دار الفكر بيروت)

(٢٦)عن الحارث عن علي رضي الله عنه أنه كان يكبر من صلاة الغداة يوم عرفة إلى صلاة العصر من آخر أيام التشريق يقول الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله والله أكبر ولله الحمد(فضل عشر ذی الحجةللطبراني، ج:١،ص: ٤٨،ط:مکتبة العمرين العلمية)
عن أبي الأحوص، عن عبد الله " أنه كان يكبر أيام التشريق: الله أكبر، الله أكبر، لا إله إلا الله، والله أكبر، الله أكبر، ولله الحمد۔
(مصنف ابن أبي شيبة،ج:١،ص: ٤٩٠، ط: مكتبة الرشد)

(٢٧)فقد اختلفت الروايات عن الصحابة -رضي الله عنهم - في تفسير التكبير، روي

الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله، والله أكبر الله أكبر ولله الحمد وهو قول علي وابن مسعود -رضي الله عنهما -، وكان ابن عمر يقول: الله أكبر الله أكبر الله أكبر وأجل، الله أكبر ولله الحمد، وبه أخذ الشافعي.وكان ابن عباس يقول: الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله الحي القيوم يحيي ويميت وهو على كل شيء قدير، وإنما أخذنا بقول علي وابن مسعود -رضي الله عنهما -؛ لأنه المشهور والمتوارث من الأمة؛ ولأنه أجمع لاشتماله على التكبير والتهليل والتحميد فكان أولى.
(بدائع الصنائع، ج١، ص: ١٩٥، ط: دارالكتب العلميه بيروت)

(٢٨) عن عائشة، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «ما عمل ابن آدم يوم النحر عملا أحب إلى الله عز وجل، من هراقة دم، وإنه ليأتي يوم القيامة، بقرونها، وأظلافها، وأشعارها، وإن الدم، ليقع من الله عز وجل، بمكان قبل أن يقع على الأرض، فطيبوا بها نفسا»
(سنن ابن ماجہ، حديث نمبر: ٣١٢٦)

والله أعلم بالصواب